# اک قابل رشک آدمی

(مولانا محمد ادریس سلفی جامعہ سلفیہ)

زیر نظر مضمون برادر مکرم فاضل جلیل مولانا محمد ادریس سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ فاضل مدینہ یونیورسٹی نے ترجمان الحدیث کی خصوصی اشاعت ''مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ حیات وخدمات'' کے لیے تحریر فرمایا لیکن افسوس کہ کسی وجہ سے یہ شامل اشاعت نہ ہوسکا۔ اب اسے موجودہ شمارے میں شائع کیا جارہا ہے۔ مدیر

نظام جہاں کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ جو لوگ یہاں دوسروں کی خاطر جیتے ہیں وہ ان کے دلوں میں ایسے بس جاتے ہیں کہ پھر نکالے نہیں نکلتے اور جو صرف اپنے یا اپنوں کیلئے جیتے ہیں۔ جاہ وجلال، عہدہ ومال کے لحاظ سے خواہ بلند مرتبہ پر فائز ہوں لوگوں کو جچتے نہیں دل میں بسنا کیا انہیں سانس منقطع ہونے پر یاد بھی نہیں کرتے مثل مشہور ہے کہ تھانیدار کی بھینس پر تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھ جاتا ہے مگر خود چلتا بنے تو

پڑیں گر بیمار تو ہر کوئی تیمار دار
اگر مر جائیں تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

ہمارے بھٹی صاحب مرحوم زندگی بھر لوگوں کو تاریخ کا حصہ بنا کر جاوداں کرتے رہے۔ نہ جانے کتنی دنیا کو وہ اگر قلم کی آغوش میں نہ لیتے تو کبھی کے خشک پتوں کی طرح زمانے کی بھول بھلیوں میں کنارے لگ چکے ہوتے آج جو رسالہ اٹھائیں وہی بھٹی مرحوم کے محاسن و مناقب سے بھرپور اور احباب کی رفاقت میں گذری گھڑیوں کا تذکرہ کرتا ہی جارہا ہے ہر کوئی ایسا رطب اللسان ہے گویا کہ جو قلبی تعلق ان سے تھا کسی اور کو میسر نہ تھا۔

ہر گز نمیرد کہ نام اوش زندہ است
ثبت است بر جریدہ عالم ما

زبان حال سے مرحوم کی روح بابا جی بھلے (اصل نام عبداللہ) کی بات دہرا رہی ہوگی

اسیں نیں مرنا بھلیا
قبریں پیناں کسے ہور

واقعی دلوں میں بسنے کے اصول ہی نرالے ہیں کوئی کہہ سکتا ہے کہ طوعاً ایک دن فاقہ ایک روز کھانا مگر دیگر کو ہزار ہا بکریاں اونٹ سونا چاندی زمینیں باغات معادن بانٹنے والے محبوب رب العالمین کبھی چاہنے والوں کے قلم وقرطاس فکر وسوچ خیال وخواب سے اتر جائیں گے۔نہیں ہرگز نہیں چاہنے والے تو زندگی بھر رفاقت میں رہنے کے باوصف اخروی رفاقت کی گارنٹی پر چاہت سے عزیز تر جان کر حاصل کر کے تسلی چاہتے ہیں فقر وفاقہ کا ستایا شمع محمدی کا پروانہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلاوطنی کے دکھ سہتے زندگی کو الوداع کہنے والا امیر المؤمنین فی الحدیث بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جیلوں سے جہاں فانی کو الوداع کہنے والے ائمہ وفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کبھی چاہنے والوں کی دعاؤں آہوں سے پیچھے رہ جائیں گے؟

بھٹی صاحب ایسے ہی قافلے کے ہم رکاب تھے ان کی سادگی' ملنساری' خوش مزاجی' خلوص اور سب سے بڑھ کر ملنے والے کو یوں محسوس کہ بھٹی صاحب جانے کتنی دیر سے اس کے منتظر تھے۔ایسا معلوم ہوتا کہ مرحوم ''لا تحقرن من المعروف و لو ان تلقی اخاک بوجه طلق ''پر زندگی کے آخری سانس تک عمل پیرا رہنے کی قسم کھا چکے تھے۔

اجنبی آدمی محسوس کرتا کہ آپ کم گو' تنہائی پسند انسان ہیں جن کی اپنے من کی دنیا ہوتی ہے جس میں نوابوں کی طرح رہتے ہیں مگر چند ساعتیں یا ملاقاتیں ساتھ نبھانے والے جانتے ہیں کہ مرحوم گو کم گو تھے مگر مجلس کو زعفران بنانے کا گر آپ کو بڑا آتا تھا۔کیا مجال کئی گھنٹے کی مجلس منٹوں کی محسوس نہ ہو اور وقت بوجھل ہونے پائے سنجیدہ گفتگو' اشعار' واقعات امثال اور حکمت ودانش کا بہتا سمندر سو سالہ تاریخ کے چشم دید گواہ ایسے کہ واقعہ سے آنکھوں کانوں کو متمتع فرماتے' بیتے لمحے بمع حدود اربعہ ایسے سامنے پیش کر دیتے کہ سننے والا بھی محسوس کرتا گویا وہ خود جگہ اور واقعہ کو دیکھ رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حلم وبردباری تو گویا احنف بن قیس جیسی زبان کی روانی سحبان بن وائل کی سی عطا کر دی تھی اور دوستوں سے دوستی نبھانے میں سموال بن عادیا کے ہم پلہ تھے ترجمہ کرنے بیٹھتے تو عبداللہ بن مقفع کے پرتو نظر آتے عربوں کے حافظے تاریخوں کے گھڑے افسانے لگتے ہیں لیکن جب بھٹی صاحب کا حافظہ اور پھر ایک صدی کی بہاریں دیکھنے والے کے بڑھاپے میں تو یقین کیے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ صفحات ماضی کے یہ آثار یقیناً حقائق پر مبنی ہیں ایسے نابغہ عصر ادیب' فصیح' ہنس مکھ اور تاریخ کا سمندر سینے میں سمو رکھنے والے انسان نتائج سے بے پرواہ ہو کر حکومتوں سے ٹکر لینا

کبھی گوارا نہیں کرتے جبکہ موصوف جسے حق تسلیم کر چکے اس کا اظہار سردار بھی کرنا مجبوری سمجھتے۔ اظہار مسلک پر کبھی بھی مداہنت سے کام نہ لیا اس حق شناسی اور حق گوئی کا اثر تھا کہ جنگ آزادی کیلئے بار بار کلمہ حق کہنے کے جرم دار قرار پاکر سنت یوسفی اپناتے رہے۔

دین میں صلابت' مسلک میں عدم مداہنت تاریخ اہلحدیث بیان کرنے میں ایک اتھارٹی مگر آپ کے ہاں یہ انداز ہرگز نہ تھا کہ دیگر اہل ایمان کے متعلق ذکر محاسن میں بخل سے کام لیں اہل محاسن کی خوبیاں بلا روک ٹوک قلم کی نوک پر لاتے جس کی شہادت مرحوم کے ساتھ مجالس میں شرکاء دیں گے اور اس کے علاوہ ان کی تصانیف بھی شاہد عدل ہیں۔

تحریک پاکستان کے شرکاء' تحریک ختم نبوت کے فدائی آزادی کے متوالے تمام ہی ان کے رواں قلم سے فیض یاب تھے۔

کئی اداروں' جماعتوں کو کام کیلئے انگڑائیاں لیتے لیتے صدیاں بیت جاتی ہیں مرحوم نہ ادارے کے پابند نہ جماعتوں کے ممنون و احسان بار ہوئے مگر اکیلے خود ہی ایک انجمن تھے۔ دوستوں' ساتھیوں اعزہ و اقارب سے گرمجوش ملاقاتوں کے باوجود علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح پوری انجمن کا کام نبھا گئے۔ مولانا محمد یوسف انور صاحب اللہ تعالیٰ ان کی باصحت زندگی میں برکت فرمائے۔ گفتار میں ان کے سہیم ہیں مگر اپنی خداداد صلاحیتوں اور سینہ میں مدفون تاریخی سرمایہ کو قید قرطاس کے خواہاں نہیں کاش اس خلا کو پر کرنے کی ٹھان کر وہ بھی اپنے سینے کو ہلکا کریں۔

مرحوم جیسے عظیم لوگ یوں ہی دنیا سے رخ موڑتے ہیں مورخ قلم دسر پکڑ کر بیٹھتے ہیں کاش کہ ممدوح کے تعلق داروں میں سے کوئی ان کے اس مشن کو ان کے منہج پر ان کے لہجے میں آگے بڑھانے کا عزم کرے اور ان کے ساتھ وفا اور ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا اس سے بہتر انداز کیا ہوسکتا ہے۔

تیری موت اتے اپنے کٹ رون گے
بوہتے رون گے دلاں دے جانی

مرحوم کی زندگی اہل دل کیلئے ایک روح کشاں زندگی تھی۔ صاحب ذوق دوست ان سے وقت لیے بغیر ہی حاضری دیتے رہتے ان کے تعلق دار' واقف کار' صاحب گفتار ان کے ممنون قلم سیال ان کی مجالس میں رطب اللسان۔ کیوں نہیں باندھ لیتے عہد و پیمان کہ ان کی طرح بے لوث' بلا تفریق و امتیاز بلا غرض حق و سچ کہنے لکھنے کا عہد کرتے ہیں۔ یریدون ان یحمد و ابمالم

یفعلوا کا مصداق بننے کے بجائے امانت کو دیانت سے زندگی بھر نبھانے کا عزم کرتے ہیں احوال' اموال سے استغنا اختیار کرتے ہوئے ان کے نقش پا پر چل کر زبان قلم تعلق و رشتہ کو خدمت دین کیلئے وقف رکھیں گے۔

جسے سچ حق سمجھ لیا اس پر لومۃ لائم اور اموال کرائم کی رکاوٹ کو مانع نہیں بننے دیں گے......

میانہ قد گندمی رنگ موتی جیسے چمکتے دانت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا دائیں بائیں چاند کے ہالہ کی طرح چاہنے والوں کا دائرہ' باتوں پر کان دھرے گردن ادھر سے ادھر گماتے احباب سے ہر آن داد پاتے گفتگو میں شریک رکھتے میانہ جسم اٹھکیلیاں کرتے ہنستے مسکراتے نظیف سفید لباس مگر سلوٹوں سے بے نیاز' دفتر میں قدم رکھا اتنے ڈھیروں چاہنے والوں' کیا اساتذہ کیا طلبہ' سب بیک وقت محظوظ ہو رہے ہیں اس پر نہ تعلّی نہ ان سے بے اعتنائی ہر کوئی نیاز مندی کا خواہاں یہ کون ہے؟ کہ مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب جیسے مصروف و غیور' فکر و نظر میں غیر ہم آہنگ کو چلتے چلتے بے رکے علیک سلیک کرنے والے آج دامن وقت کو اس کیلئے دراز کیے متاع ارزاں سمجھ کر صرف کر رہے ہیں یقیناً اس شخصیت کے ساتھ انہیں خصوصی دلی لگاؤ تھا اور وہ ظاہر و باہر میں ان کے ساتھ متفق و متحد تھے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بڑی عظیم ہستی ہیں کون ہے یہ...... پہلی بار پہلی نظر پہلی ملاقات یوں ملے کہ دل میں اتر گئے۔ یہ ہیں۔ محمد اسحاق بھٹی اتنی شہرت کے باوجود گردن جھکی ہے تنی نہیں' تواضع ہے کبر نہیں' ملنساری ہے انانیت نہیں شاید ان کو معلوم نہیں کہ زمانہ انہیں جانتا ہے چاہتا ہے کام کا معترف ہے اپنے فن میں یکتا نابغہ روزگار ہیں یہ اسے کیش کیوں نہیں کراتے' آج کل تو یہ متاع گراں ویسے ہی چیدا چیدا بلکہ نایاب ہے

شاید اس متاع گراں کی پوری قیمت نہ لگنے کا خوف تھا کہ اس منڈی میں فروخت کیلئے اپنے آپ کو پیش ہی نہ کیا یقیناً ایسے گوہر نایاب کی قیمت ضرورت کی جگہ پُر کرنے پر لگتی ہے اور پوری لگتی ہے۔

ہیرا ہیرا ہے یقیناً اس انمول ہیرے کی قدر اس کا مالک فرمائے گا جس کیلئے اس نے زندگی بھر اونچ نیچ کی پرواہ کیے بغیر گھسٹے گرتے پڑتے گذار دی وہ قیمت لگائے گا یقیناً لگائے گا اور فرمائے گا **یایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی**

☆☆☆☆☆